



Open Access

Al-Irfan (Research Journal of Islamic Studies)

Published by: Faculty of Islamic Studies & Shariah
Minhaj University Lahore

ISSN: 2518-9794 (Print), 2788-4066 (Online)

Volume 11, Issue 21, Jan-June 2026,

Email: alirfan@mul.edu.pk

الحرفاء

مصنوعی ذہانت کے استعمال کی حدود و قیود: معاصر علماء کے اجتہادات کا جائزہ

Limits and Regulations on the Use of Artificial Intelligence: A Review of Contemporary Scholarly Ijtihād

Afshan Mubeen

PhD. Scholar, Department of Islamic Studies, Superior University, Lahore.

Mubeeng4588@gmail.com

Prof. Dr. Zahoor Ullah Al-Azhari

Department of Islamic Studies, Superior University, Lahore

drzahoorazhari@gmail.com

ABSTRACT

Artificial Intelligence (AI) has transformed many sectors, raising important ethical and legal questions within contemporary Islamic jurisprudence. This study examines the use of AI through the perspectives of modern fiqh and scholarly *ijtihad*, focusing on its permissibility, limitations, and ethical regulation. It argues that the prevailing juristic view considers AI inherently permissible, with its legal ruling depending on its purpose, consequences, and application. AI is accepted for beneficial uses such as education, healthcare, research, administration, and da‘wah, provided it remains under human supervision and ethical accountability. However, scholars prohibit AI applications involving deception, deepfakes, privacy violations, intellectual theft, immoral content, autonomous warfare, and independent religious verdicts. The study reviews the positions of major fatwa institutions and fiqh academies, emphasizing a Human–AI Collaborative Model in which AI assists but never replaces human moral and legal judgment. It concludes that responsible AI governance requires collaboration between Islamic jurists, ethicists, policymakers, and technology experts to uphold justice and the higher objectives of Sharī‘ah.

Keywords:

Artificial Intelligence, Islamic Jurisprudence, Contemporary Ijtihād, Maqāṣid al-Sharī‘ah, AI Ethics, Islamic Legal Thought.

مصنوعی ذہانت کا تعارف

انسانی تہذیب کی فکری تاریخ میں بعض ادوار ایسے نمودار ہوتے ہیں جن میں علم و صنعت کے باہمی امتزاج سے نئی فکری جہات جنم لیتی ہیں اور انسانی معاشرہ اپنے مروجہ تصورات، اقدار اور طرزِ حیات کی از سر نو تشکیل پر آمادہ دکھائی دیتا ہے۔ عصرِ حاضر میں مصنوعی ذہانت کا ظہور بھی اسی نوع کے انقلابی مظاہر میں شمار کیا جاتا ہے۔ یہ محض سائنسی ایجاد یا صنعتی سہولت کا نام نہیں بلکہ ادراک، فیصلہ سازی، تخلیق اور تعامل کے ان گوشوں تک رسائی کا ذریعہ بن چکی ہے جو ماضی قریب تک انسانی ذہن کے ساتھ مخصوص سمجھے جاتے تھے۔ ڈیجیٹل تمدن کے اس تغیر آمیز مرحلے میں انسان اور مشین کے تعلق کی نوعیت، علم و شعور کی تعریف، اخلاقی ذمہ داری کی تحدید اور سماجی اقدار کی تشکیل جیسے مباحث نئے پیرایوں میں زیرِ غور آرہے ہیں۔

مصنوعی ذہانت کی اصطلاح اپنے اندر وسیع معنوی تنوع رکھتی ہے۔ اس سے مراد ایسی مشین صلاحیت ہے جو انسانی ذہانت کے متعدد افعال کی تمثیل کر سکے، خواہ وہ استدلال ہو، مشاہدہ ہو، تجربہ سے سیکھنا ہو یا پیچیدہ مسائل کا حل تلاش کرنا۔ معروف ٹیکنالوجی ادارہ IBM مصنوعی ذہانت کی تعریف یوں بیان کرتا ہے:

“AI is technology that enables computers and machines to simulate human learning, comprehension, problem solving, decision making, creativity and autonomy.” (1)

مصنوعی ذہانت ایسی ٹیکنالوجی ہے جو کمپیوٹرز اور مشینوں کو انسانی اندازِ فہم، سیکھنے، مسئلہ حل کرنے، فیصلہ سازی، تخلیقی صلاحیت اور خود مختاری کی مشابہت عطا کرتی ہے۔

وہ تمام کام جو انسانی دماغ کرتا ہے وہ مصنوعی ذہانت کرتی ہے مصنوعی ذہانت کی اقسام پر گفتگو کرتے ہوئے

ماہرین نے اس کی فکری اور عملی حدود کو متعدد درجوں میں تقسیم کیا ہے۔ سب سے معروف تقسیم Artificial Intelligence اور Artificial General Intelligence، Narrow Intelligence کی ہے۔ Super Intelligence کی ہے۔ محدود رہتی ہے۔ سرچ انجنز، صوتی معاونین، طبی تشخیص اور زبان پر مبنی ماڈلز اسی زمرے میں شامل ہیں۔ General AI کا تصور ایسی ہم گیر ذہانت سے متعلق ہے جو انسانی ذہن کی طرح مختلف النوع مسائل کو سمجھنے اور حل کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے اسلامی دنیا میں بھی مصنوعی ذہانت کے حوالے سے غیر معمولی سرگرمی پائی جاتی ہے۔

Mohamed bin Zayed University of Artificial Intelligence جیسا ادارہ اس امر

کی غمازی کرتا ہے کہ مسلم معاشرے اس میدان میں محض صارف نہیں بلکہ فعال شریک بننے کی کوشش کر رہے ہیں۔ King Abdullah University of Science and Technology میں جاری تحقیقی منصوبے اور عرب دنیا کی قومی AI حکمت عملیاں اس رجحان کی تائید کرتی ہیں۔ اسلامی مفکرین اس ٹیکنالوجی کو مصلحت عامہ، عدل اجتماعی اور مقاصد شریعت کے تناظر میں سمجھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ Ziauddin Sardar معاشرہ مسلم فکر کے اس زاویے کو یوں بیان کرتے ہیں:

“Muslim engagement with emerging technologies requires ethical frameworks rooted in Islamic values and civilizational consciousness.”(2)

ابھرتی ہوئی ٹیکنالوجیز کے ساتھ مسلم تعامل کے لیے ایسے اخلاقی سانچوں کی ضرورت ہے جو اسلامی اقدار اور تہذیبی شعور میں پیوست ہوں۔

اس تناظر میں مصنوعی ذہانت کے فقہی اور اخلاقی مباحث بھی نمایاں ہوئے ہیں۔ ڈیٹا کی رازداری، خود کار فیصلہ سازی، مالیاتی نظاموں میں سودی عناصر کی شناخت، طبی تشخیص میں ذمہ داری کی تعیین، اور فتویٰ نویسی میں AI کے استعمال جیسے مسائل معاصر فقہ کے لیے نئے سوالات پیدا کر رہے ہیں۔ اسلامی فقہ کے اصولی ذخیرے، خصوصاً مصالح مرسلہ، سد ذرائع، قیاس اور مقاصد شریعت، ان مسائل کے فکری و اجتہادی حل کی بنیاد بن سکتے ہیں۔ معروف معاصر محقق Mohammad Hashim Kamali لکھتے ہیں:

“The higher objectives of Shariah provide a dynamic framework for addressing unprecedented technological developments.”(3)

“مقاصد شریعت غیر معمولی تکنیکی ارتقا سے پیدا ہونے والے مسائل کے معاملے کے لیے متحرک اور وسعت پذیر اصول فراہم کرتے ہیں۔”

مصنوعی ذہانت کے معاصر تناظر میں یہ حقیقت نمایاں ہے کہ انسان ایک ایسے عہد میں داخل ہو چکا ہے جس میں علم، طاقت اور اخلاقیات کے باہمی تعلقات از سر نو مرتب ہو رہے ہیں۔ اس تغیر پذیر ماحول میں فکری توازن، تہذیبی شعور اور اخلاقی بصیرت کی ضرورت پہلے سے کہیں زیادہ شدت کے ساتھ محسوس کی جا رہی ہے، تاکہ ٹیکنالوجی انسانی وقار، عدل اور خیر عامہ کی معاون بن سکے، نہ کہ انسانی وجود کے روحانی اور اخلاقی جوہر کو تحلیل کرنے کا وسیلہ۔

مصنوعی ذہانت کے بارے میں معاصر علماء کے اجتہادات

عصر حاضر کی فقہی فکر ایک ایسے مرحلے سے گزر رہی ہے جس میں جدید ٹیکنالوجی کے مظاہر نے اجتہادی منابع کو نئے سوالات سے دوچار کر دیا ہے۔ مصنوعی ذہانت انہی پیچیدہ مظاہر میں شمار ہوتی ہے جنہوں نے فقہ اسلامی کے اصولی ذخیرے کو عملی تطبیقات کے ایک نئے دائرے میں داخل کر دیا ہے۔ معاصر فقہاء نے اس مسئلے کو محض تکنیکی پیش رفت کے طور پر نہیں دیکھا بلکہ انسانی ارادہ، ذمہ داری، اخلاقی تحدید اور معاشرتی مصلحت کے تناظر میں اس کی نوعیت کا تعین کرنے کی کوشش کی ہے۔ چنانچہ مصنوعی ذہانت کے بارے میں فقہی آراء کسی یک رخی تصور پر قائم نہیں بلکہ اصول اباحت، مصالح مرسلہ، سد ذرائع، عرف، ضرورت اور مقاصد شریعت جیسے متنوع اصولوں کی روشنی میں مرتب ہو رہی ہیں۔ فقہ اسلامی کا معروف اصول یہ ہے کہ اشیاء اور معاملات میں اصل حکم اباحت کا ہوتا ہے، الا یہ کہ کسی واضح شرعی دلیل سے اس کی ممانعت ثابت ہو جائے۔ معاصر اہل علم نے مصنوعی ذہانت کو بھی اسی اصول کے تحت جائز قرار دیا ہے، کیونکہ اس کی حیثیت بذات خود ایک آلے اور وسیلے کی ہے، نہ کہ مستقل شرعی موضوع کی۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مِّنَ الْأَرْضِ جَبِيْعًا) (4)

وہی ذات ہے جس نے زمین میں موجود تمام چیزوں کو تمہارے لیے پیدا فرمایا۔

فقہی استنباط میں اس آیت کو اشیاء دنیا کی اصل اباحت پر بنیاد تصور کیا گیا ہے۔ امام شاطبی نے مصالح اور منافع عامہ کے باب میں اسی اصولی وسعت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھا:

الأصل في العادات الالتفات إلى المعاني والمصالح. (5)

عادات و معاملات میں اصل اعتبار معانی اور مصالح کا ہوتا ہے۔

اسی اصول کے تحت متعدد معاصر محققین نے مصنوعی ذہانت کو انسانی خدمت، طبی معاونت، تعلیمی ارتقا اور معلوماتی تحقیق کے میدان میں جائز اور مفید قرار دیا ہے۔ [About Islam](#) پر شائع ایک فقہی بحث میں درج ہے:

“Technology itself is neutral; its ruling depends on how it is used.” (6)

“ٹیکنالوجی اپنی ذات میں غیر جانب دار حیثیت رکھتی ہے، اس کا حکم اس کے استعمال کی نوعیت پر موقوف ہوتا

ہے۔”

معاصر اصولی اجتہادات میں مصلحت اور مفسدات کا توازن بنیادی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ فقہ اسلامی کی رو سے ہر وہ امر جو انسانی منفعت، عدل اور اجتماعی بہبود کا ذریعہ بنے، قابل قبول تصور کیا جاتا ہے، جبکہ ضرر، فساد اور ظلم کا سبب بننے والی صورتیں ممنوع قرار پاتی ہیں۔ مصنوعی ذہانت نے طب، معیشت، مواصلات اور تعلیم میں حیرت انگیز سہولتیں پیدا کی ہیں، مگر اسی کے ساتھ معلوماتی تحریف، معاشرتی نگرانی، ذہنی استحصال اور الگورتھمک تعصب جیسے مسائل بھی سامنے آئے ہیں۔ امام عز بن عبد السلام نے مصالح و مفاسد کے باب میں تحریر کیا:

الشريعة كلها مصالح؛ إمداد رء مفاسد أو جلب مصالح. (7)

شریعت سراسر مصالح پر قائم ہے؛ یا مفاسد کے ازالے کے لیے یا منافع کے حصول کے لیے۔ اسی زاویہ نظر سے معاصر فقہی ادارے مصنوعی ذہانت کے استعمال کو انسانی نگرانی اور اخلاقی تحدید کے ساتھ مشروط کرتے ہیں۔ International Islamic Fiqh Academy سے وابستہ علمی مباحث میں اس امر پر زور دیا گیا ہے کہ ٹیکنالوجی کی افادیت کو برقرار رکھتے ہوئے انسانی وقار، عدل اور رازداری کی حفاظت یقینی بنائی جائے۔ مقاصد شریعت کے باب میں معاصر اہل علم نے مصنوعی ذہانت کا جائزہ خاص اہمیت کے ساتھ لیا ہے۔ حفظ دین، حفظ نفس، حفظ عقل، حفظ نسل اور حفظ مال جیسے بنیادی مقاصد اس ضمن میں معیار تحقیق بن چکے ہیں۔ مصنوعی ذہانت اگر علم و صحت کے فروغ، جرائم کی روک تھام اور معاشی شفافیت میں معاون ہو تو یہ مقاصد شریعت کے موافق سمجھی جاتی ہے، لیکن اگر یہی ٹیکنالوجی ذہنی انحطاط، دینی تحریف یا مالی استحصال کا ذریعہ بنے تو اس پر پابندی کی گنجائش پیدا ہو جاتی ہے۔ ہاشم کمالی لکھتے ہیں:

“Maqasid al-Shariah provide a moral framework for evaluating technological innovation and social change.” (8)

“مقاصد شریعت تکنیکی اختراعات اور سماجی تغیرات کے اخلاقی جائزے کے لیے اصولی سانچہ فراہم کرتے

ہیں۔”

یہ تعبیر مصنوعی ذہانت کو محض سائنسی پیش رفت کے بجائے اخلاقی و تمدنی ذمہ داری کے دائرے میں داخل کرتی ہے۔ اسی بنا پر معاصر مسلم مفکرین “Ethical AI” اور “Halal AI Ecosystem” جیسے تصورات کو فروغ دے رہے ہیں تاکہ ٹیکنالوجی انسانی فلاح کے تابع رہے۔ سد ذرائع کے اصول نے بھی مصنوعی ذہانت کے بارے میں فقہی مباحث کو گہرا اثر دیا ہے۔ اس اصول کے مطابق اگر کوئی مباح شے مستقبل میں فساد یا حرام نتائج کا وسیلہ بننے لگے تو اس کی تحدید یا ممانعت کی جاسکتی ہے۔ مصنوعی ذہانت کے ذریعے جھوٹی تصاویر، آوازوں کی جعل سازی،

گمراہ کن معلومات اور خود کار فتویٰ نویسی کے رجحانات نے اس اصول کی اہمیت کو مزید واضح کر دیا ہے۔ Jordanian General Iftaa Department کی جانب سے شائع شدہ ایک تحریر میں درج ہے:

“Artificial intelligence cannot replace the qualified mufti because fatwa requires understanding of context, intention, and human realities.”(9)

“مصنوعی ذہانت مستند مفتی کا قائم مقام نہیں بن سکتی، کیونکہ فتویٰ کے لیے سیاق، نیت اور انسانی احوال کا ادراک ضروری ہے۔”

یہ رائے فقہی روایت کے اس تصور کی ترجمان ہے جس میں اجتہاد کو محض معلوماتی عمل نہیں بلکہ اخلاقی بصیرت، عرف معاشرہ اور انسانی احوال کے فہم سے مربوط قرار دیا گیا ہے۔ عرف اور ضرورت کے اصول بھی اس بحث میں نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔ معاصر معاشروں میں مصنوعی ذہانت تعلیمی اداروں، طبی مراکز، مالیاتی نظاموں اور سرکاری نظم و نسق کا لازمی جزو بنتی جا رہی ہے۔ فقہی اعتبار سے عرف عام کسی شے کے تعلقاتی جواز میں اہم کردار ادا کرتا ہے، بشرطیکہ وہ نصوص شرعیہ سے متصادم نہ ہو۔ ابن عابدین نے عرف کے بارے میں لکھا:

الثابت بالعرف كالشابت بالنص (10)

جو حکم عرف سے ثابت ہو، وہ نص سے ثابت ہونے والے حکم کے مشابہ ہوتا ہے۔

اسی اصول کی بنیاد پر معاصر فقہاء مصنوعی ذہانت کو جدید معاشرتی ضرورت کے طور پر قبول کرتے ہیں، بالخصوص طب، تحقیق اور نظم اجتماعی کے میدان میں۔ البتہ اس قبولیت کو اخلاقی نگرانی اور شرعی حدود کے ساتھ مشروط رکھا جاتا ہے تاکہ انسانی آزادی، وقار اور دیانت محفوظ رہ سکے۔ معاصر علمی حلقوں میں “Augmented Ijtihad” کا تصور بھی ابھر رہا ہے، جس سے مراد ایسا اجتہادی عمل ہے جس میں مصنوعی ذہانت تحقیق، ذخیرہ معلومات اور تقابلی مطالعے میں معاون کردار ادا کرے، مگر حتمی استنباط اور شرعی فیصلہ انسان کے سپرد رہے۔

[Yaqeen](#) [Institute for Islamic Research](#) کی ایک معاصر بحث میں اس امر پر زور دیا گیا ہے کہ AI علمی معاون بن سکتی ہے، مگر روحانی بصیرت، اخلاقی ذمہ داری اور انسانی حکمت کی جگہ نہیں لے سکتی۔

یوں محسوس ہوتا ہے کہ معاصر علماء مصنوعی ذہانت کو کلید تار کرنے یا غیر مشروط قبول کرنے کے بجائے ایک متوازن اجتہادی زاویہ اختیار کر رہے ہیں۔ یہ زاویہ شریعت کے ابدی اصولوں اور جدید انسانی ضروریات کے مابین ہم آہنگی پیدا کرنے کی کوشش ہے، تاکہ ٹیکنالوجی انسانی خیر، عدل اور تہذیبی وقار کی خدمت گزار بن سکے۔

مصنوعی ذہانت کے مطلقاً جواز کے قائل معاصر علماء کے اجتہادات

معاصر دنیا میں مصنوعی ذہانت نے جس وسعت کے ساتھ انسانی زندگی کے علمی، معاشی، طبی اور دعوتی شعبوں میں رسوخ حاصل کیا ہے، اس نے فقہی فکر کو بھی ایک نئے مرحلہ استنباط میں داخل کر دیا ہے۔ معاصر علماء کے ایک نمایاں طبقے نے مصنوعی ذہانت کو اصولی طور پر جائز قرار دیا ہے، تاہم اس جواز کو اخلاقی تحدیدات، شرعی نگرانی اور انسانی ذمہ داری کے ساتھ مشروط رکھا ہے۔ ان اہل علم کے نزدیک مصنوعی ذہانت بذات خود خیر و شر کی حامل شے نہیں بلکہ ایک ایسا وسیلہ ہے جس کا حکم اس کے استعمال، مقاصد اور نتائج کے تابع ہے۔ اسی بنا پر جدید فقہی مجالس اور تحقیقی ادارے ”Conditional Permissibility“ یا ”مشروط جواز“ کی تعبیر اختیار کرتے ہیں۔ International Islamic Fiqh Academy کی قرارداد نمبر 258 (2025ء) میں مصنوعی ذہانت کے متعلق یہ اصولی موقف اختیار کیا گیا:

“The basic ruling regarding artificial intelligence technologies is permissibility, provided that ethical safeguards and Shariah principles are maintained.” (11)

”مصنوعی ذہانت کی ٹیکنالوجیز کے متعلق اصل حکم جواز کا ہے، بشرطیکہ اخلاقی ضوابط اور شرعی اصولوں کی پابندی برقرار رکھی جائے۔“

یہ تعبیر فقہی روایت کے اس مزاج کی عکاس ہے جس میں انسانی نفع، علمی ارتقا اور تمدنی ضرورت کو شرعی اصولوں کے ساتھ ہم آہنگ کر کے دیکھا جاتا ہے۔ تعلیم اور تحقیق کے میدان میں مصنوعی ذہانت کے جواز پر معاصر اہل علم نے خاص توجہ دی ہے۔ ان کے نزدیک AI علمی مواد تک رسائی، تدریسی معاونت، لسانی ترجمہ، تحقیقی تنظیم اور ذاتی نوعیت کی تعلیمی رہنمائی میں غیر معمولی افادیت رکھتی ہے۔ اس ضمن میں یہ شرط بنیادی حیثیت رکھتی ہے کہ معلومات کی تصدیق، علمی دیانت اور انسانی نگرانی برقرار رہے۔

Yaqeen Institute for Islamic Research کے ایک تحقیقی مضمون میں درج ہے:

“AI can serve as a beneficial educational assistant when guided by Islamic ethics and scholarly verification.” (12)

”مصنوعی ذہانت اسلامی اخلاقیات اور علمی تصدیق کے ساتھ ایک مفید تعلیمی معاون کے طور پر خدمات انجام دے سکتی ہے۔“

اسی طرح انڈونیشیا کے متعدد دینی اداروں اور علمی تنظیموں نے ChatGPT اور مشابہ AI نظاموں کو دعوتی وضاحت، سوالات کے ابتدائی جوابات اور تعلیمی معاونت کے لیے قابل قبول قرار دیا ہے۔ ان کے نزدیک یہ ذرائع علم کی اشاعت اور دینی رسائی میں معاون بن سکتے ہیں، بشرطیکہ شرعی تحریف یا غیر مستند تعبیرات سے اجتناب کیا جائے۔ معاصر مسلم ماہر تعلیم Syed Muhammad Naquib al-Attas علم کے باب میں انسانی شعور اور تہذیبی اخلاق کے امتزاج کو بنیادی قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

“Knowledge divorced from ethical consciousness becomes a source of confusion rather than guidance.” (13)

“اخلاقی شعور سے جدا ہو جانے والا علم ہدایت کے بجائے فکری انتشار کا سبب بن جاتا ہے۔” یہ وضاحت مصنوعی ذہانت کے تعلیمی استعمال میں اخلاقی نگرانی کی ناگزیریت کو نمایاں کرتا ہے۔ طب اور علاج کے میدان میں مصنوعی ذہانت کے جواز کو مقاصد شریعت، بالخصوص حفظ نفس، کے اصول سے مربوط کیا گیا ہے۔ اسی اصولی تعبیر کی روشنی میں معاصر علماء مصنوعی ذہانت کو انسانی خدمت، علمی ارتقا اور اجتماعی بہبود کا ذریعہ قرار دیتے ہیں، بشرطیکہ انسانی نگرانی، اخلاقی توازن اور شرعی حدود کی پاسداری برقرار رکھی جائے۔ ان اجتہادات سے یہ حقیقت نمایاں ہوتی ہے کہ اسلامی فقہ اپنی اصولی بنیادوں میں ایسی وسعت رکھتی ہے جو جدید ترین ٹیکنالوجی کے مسائل کو بھی تہذیبی بصیرت اور اخلاقی اعتدال کے ساتھ سمجھنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

مشروط جواز کے قائل علماء کے اجتہادات

معاصر فقہی مباحث میں مصنوعی ذہانت کے بارے میں جو معتدل اور متوازن زاویہ نظر نمایاں ہوا ہے، اس کی بنیاد “مشروط جواز” کے اصول پر قائم ہے۔ اس طبقہ فکر کے نزدیک مصنوعی ذہانت نہ ایسی شے ہے جسے مطلقاً ممنوع قرار دیا جائے اور نہ ایسی قوت جسے غیر مشروط طور پر انسانی زندگی کے تمام دائروں میں فیصلہ کن اختیار دے دیا جائے۔ ان علماء کے ہاں اصل اصول اباحت کا ہے، مگر اس اباحت کو اخلاقی ضوابط، انسانی نگرانی، دینی احتیاط اور شرعی مقاصد کے تابع رکھا گیا ہے۔ اس اجتہادی رجحان کی نمائندگی Yaqeen ، International Islamic Fiqh Academy ، Jordanian General Iftaa Department ، Institute for Islamic Research اور Al-Azhar University جیسے ادارے کرتے ہیں۔

مصنوعی ذہانت کے جواز کو اخلاقی نگرانی کے ساتھ مشروط قرار دینا معاصر اجتہادات کا مرکزی وصف ہے۔ اہل علم کے نزدیک AI نظامات معلوماتی تعصب، فکری تحریف، رازداری کی خلاف ورزی اور معاشرتی ضرر جیسے خطرات

اپنے اندر رکھتے ہیں، اس لیے ان کے استعمال کو انسانی نگرانی سے آزاد نہیں چھوڑا جاسکتا۔ اخلاقی شعور سے محروم مشینی نظام اپنی سرعت اور وسعت کے باوجود انسانی خیر و شر کے دقیق امتیازات کو نہیں سمجھ سکتے۔ Yaqeen Institute for Islamic Research کی ایک معاصر اشاعت میں درج ہے:

“Artificial intelligence must operate within ethical guardrails rooted in Islamic values and human oversight.” (14)

“مصنوعی ذہانت کو اسلامی اقدار اور انسانی نگرانی پر مبنی اخلاقی حدود کے اندر کام کرنا چاہیے۔” یہ تعبیر اس امر کی غماز ہے کہ ٹیکنالوجی کی محض افادیت کسی شے کے جواز کے لیے کافی نہیں، بلکہ اس کے اخلاقی نتائج اور انسانی اثرات بھی فقہی اعتبار میں شامل رہتے ہیں۔ امام شاطبی نے مصالح و مفاسد کے باہمی تعلق کو بیان کرتے ہوئے تحریر کیا:

النظر في مآلات الأفعال معتبر مقصود شرعاً. (15)

افعال کے نتائج اور انجام پر غور کرنا شرعاً معتبر اور مطلوب ہے۔

اسی اصول کی روشنی میں معاصر علماء AI کے ایسے استعمالات پر قدغن عائد کرتے ہیں جو سماجی انتشار، فکری گمراہی یا انسانی استحصال کا سبب بن سکتے ہوں۔ ان اجتہادات کا دوسرا بنیادی پہلو انسانی اختیار اور ذمہ داری کا تحفظ ہے۔ معاصر فقہاء کے نزدیک مصنوعی ذہانت معلوماتی معاون تو ہو سکتی ہے، مگر انسانی ارادہ، نیت، اجتہادی بصیرت اور قانونی ذمہ داری کی قائم مقام نہیں بن سکتی۔ فقہی روایت میں تکلیف اور ذمہ داری کا مدار عقل، شعور اور قصد پر رکھا گیا ہے، جبکہ AI ان اوصاف سے محروم ہے۔ Jordanian General Iftaa Department کی ایک توضیح میں درج ہے:

“Artificial intelligence can assist scholars, but it cannot independently issue fatwas because it lacks awareness of human realities and intentions.” (16)

“مصنوعی ذہانت علماء کی معاونت کر سکتی ہے، مگر وہ مستقل طور پر فتویٰ جاری نہیں کر سکتی کیونکہ اسے انسانی احوال اور نیتوں کا شعور حاصل نہیں۔”

یہ موقف فقہ اسلامی کے اس اصولی مزاج کے عین مطابق ہے جس میں اجتہاد کو محض معلوماتی ذخیرے یا نصوص کے ظاہری انطباق تک محدود نہیں سمجھا جاتا بلکہ عرف، حالات، نتائج اور انسانی مصلحت کی جامع بصیرت اس کا لازمی جزو قرار پاتی ہے۔

مشروط جواز کے فقہی دلائل کا تجزیہ کیا جائے تو ان میں اصل الاباحہ، مصالح و مفاسد، سدّ ذرائع، مقاصد شریعت اور عرف و ضرورت کے اصول نمایاں دکھائی دیتے ہیں۔ علماء کے نزدیک مصنوعی ذہانت اپنی اصل کے اعتبار سے مباح و سیلہ ہے، مگر اس کے استعمال کے نتائج اگر دینی یا معاشرتی فساد کی طرف لے جائیں تو اس پر تحدید عائد کی جاسکتی ہے۔ امام قرانی نے وسائل اور نتائج کے تعلق پر گفتگو کرتے ہوئے لکھا:

الوسائل لها أحكام المقاصد. (17)

وسائل کے احکام انہی مقاصد کے تابع ہوتے ہیں جن تک وہ پہنچاتے ہیں۔
یہ اصول معاصر فقہی مباحث میں مصنوعی ذہانت کی حیثیت کو سمجھنے میں بنیادی رہنمائی فراہم کرتا ہے۔
مصنوعی ذہانت کے بعض استعمالات کی حرمت سے متعلق اجتہادات

عصر حاضر میں مصنوعی ذہانت کے حیرت انگیز ارتقائے انسانی زندگی کے بے شمار شعبوں کو متاثر کیا ہے، مگر اس کے ساتھ متعدد ایسے استعمالات بھی سامنے آئے ہیں جنہیں معاصر فقہاء اور اخلاقی مفکرین نے شرعی، اخلاقی اور انسانی نقطہ نظر سے ممنوع یا شدید خطرناک قرار دیا ہے۔ ان اجتہادات کی بنیاد اس اصول پر قائم ہے کہ ٹیکنالوجی اپنی اصل کے اعتبار سے مباح سہی، لیکن جب وہ ظلم، فریب، فحاشی، استحصا، جنگی فساد یا انسانی حقوق کی پامالی کا ذریعہ بن جائے تو اس کی حرمت یا سخت تحدید لازم ہو جاتی ہے۔ اسی بنا پر معاصر علمی ادارے مصنوعی ذہانت کے بعض استعمالات کو مقاصد شریعت، سدّ ذرائع اور انسانی وقار کے منافی قرار دیتے ہیں۔ مصنوعی ذہانت کے ذریعے Deepfake اور جعل سازی کا مسئلہ معاصر فقہی مباحث میں نہایت اہمیت اختیار کر چکا ہے۔ AI کی مدد سے ایسی تصاویر، آوازیں اور ویڈیوز تیار کی جا رہی ہیں جو حقیقت سے مشابہ ہونے کے باوجود مکمل جعل سازی پر مبنی ہوتی ہیں۔ ان کے ذریعے سیاسی انتشار، شخصی کردار کشی، مالی دھوکہ دہی اور اخلاقی ابتری کے دروازے کھلتے ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَلَا تَلْمِزُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ (18)

”حق کو باطل کے ساتھ خلط ملط نہ کرو اور جاننے بوجھتے حق کو نہ چھپاؤ۔“

اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

مَنْ غَشَّ سَنَا فَلَيْسَ مِنَّا (19)

جس نے دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں۔

معاصر فقہاء Deepfake کو تلبیس، تزویر اور غش کی جدید صورت قرار دیتے ہیں۔ International Islamic Fiqh Academy کے متعدد مباحث میں اس امر پر زور دیا گیا ہے کہ مصنوعی جعل سازی انسانی عزت، اعتماد اور معاشرتی استحکام کے لیے شدید خطرہ بن سکتی ہے۔ علمی سرقت اور حقوق ملکیت کی خلاف ورزی بھی مصنوعی ذہانت کے اہم منفی استعمالات میں شمار ہوتی ہے۔ AI نظامات بعض اوقات علمی مواد، تحقیقی تحریروں، تصاویر اور تخلیقی کاموں کو اصل مصنف کی اجازت کے بغیر استعمال یا نقل کرتے ہیں، جس سے فکری امانت اور علمی دیانت متاثر ہوتی ہے۔ اسلامی روایت میں حقوق اور امانات کی حفاظت کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا گیا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِإِلْطِيلٍ (20)

اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق طریقے سے نہ کھاؤ۔

معاصر اسلامی قانونی مفکر Wahbah al-Zuhayli لکھتے ہیں:

“Intellectual rights in contemporary custom are recognized rights protected by Shariah.” (21)

“عصر حاضر کے عرف میں فکری حقوق ایسے معتبر حقوق ہیں جن کی حفاظت شریعت کے مقاصد میں شامل ہے۔”

اسی بنا پر AI کے ذریعے plagiarism، غیر مجاز نقل اور علمی سرقت کو معاصر علماء حرام اور اخلاقی خیانت قرار دیتے ہیں۔ پرائیویسی کی خلاف ورزی اور جاسوسی کا مسئلہ بھی مصنوعی ذہانت کے ضمن میں شدید حساسیت اختیار کر چکا ہے۔ جدید AI نظامات وسیع پیمانے پر ذاتی معلومات، عادات، مذہبی رجحانات اور معاشرتی رویوں کا تجزیہ کرتے ہیں۔ اگر یہ عمل انسانی رضامندی اور شرعی حدود کے بغیر ہو تو وہ تجسس اور ظلم کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ قرآن مجید میں واضح ہدایت موجود ہے:

وَلَا تَجَسَّسُوا (22)

“اور تجسس نہ کیا کرو۔”

امام نووی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

التجسس البحث عن عورات الناس ومعايبيهم. (23)

تجسس لوگوں کے پوشیدہ عیوب اور راز تلاش کرنے کو کہتے ہیں۔

معاصر ماہرین کے نزدیک AI پر مبنی نگرانی کے نظام اگر انسانی آزادی، نجی زندگی اور شخصی وقار کو مجروح کریں تو وہ شرعی اصولِ حرمتِ تجسس کے منافی شمار ہوں گے۔ اسی وجہ سے AI ethics کے مباحث میں data privacy اور informed consent کو بنیادی اہمیت دی جا رہی ہے۔ فحاشی اور گمراہ کن مواد کی تیاری بھی مصنوعی ذہانت کے خطرناک استعمالات میں شامل ہے۔ AI کی مدد سے غیر اخلاقی تصاویر، جعلی ویڈیوز، فحش مواد اور مذہبی یا فکری گمراہی پر مبنی مواد تیزی سے تیار کیا جا رہا ہے۔ یہ صورت حال معاشرتی اخلاق، خاندانی نظام اور ذہنی طہارت کے لیے شدید مضر سمجھی جاتی ہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہے:

إِنَّ الدِّينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفُحْشَةُ فِي الدِّينِ ؕ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (24)

جو لوگ اہل ایمان میں بے حیائی کے پھیلنے کو پسند کرتے ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔
معاصر اسلامی مفکر Yusuf al-Qaradawi نے ذرائع ابلاغ اور اخلاقی فساد کے تعلق پر گفتگو کرتے ہوئے لکھا:

“Every medium that spreads obscenity and moral corruption falls under prohibited harm.” (25)

“ہر وہ ذریعہ جو فحاشی اور اخلاقی فساد کو فروغ دے، ممنوع ضرر کے حکم میں داخل ہوتا ہے۔”
اسی اصول کی روشنی میں AI کے ذریعے فحش اور گمراہ کن مواد کی تیاری کو معاصر علماء شدید اخلاقی و شرعی انحراف قرار دیتے ہیں۔ مصنوعی ذہانت کے جنگی استعمالات، خصوصاً خود کار ہتھیاروں (Autonomous Weapons) کے بارے میں بھی عالمی سطح پر شدید تشویش پائی جاتی ہے۔ ایسے AI نظامات جو انسانی مداخلت کے بغیر قتل و تباہی کا فیصلہ کریں، انہیں انسانی وقار، عدل اور جنگی اخلاقیات کے لیے سنگین خطرہ سمجھا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں فسادِ ارضی کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا گیا:

وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا (26)

زمین میں اصلاح کے بعد فساد برپا نہ کرو۔

معاصر بین الاقوامی اخلاقی مباحث میں بھی Autonomous AI Weapons پر سخت اعتراضات

سامنے آئے ہیں۔ United Nations Educational, Scientific and Cultural Organization نے اپنی AI ethics recommendations میں انسانی نگرانی کے بغیر مہلک AI نظامات پر شدید تحفظات ظاہر کیے ہیں۔ معروف فلسفی Nick Bostrom لکھتے ہیں:

“Autonomous weapons could fundamentally alter the ethics of warfare and reduce human accountability.” (27)

“خود کار ہتھیار جنگی اخلاقیات کی بنیادوں کو بدل سکتے ہیں اور انسانی ذمہ داری کو کمزور کر سکتے ہیں۔”

معاصر فقہاء کے نزدیک جنگ اور قوت کے استعمال میں انسانی ذمہ داری، نیت اور اخلاقی احتساب بنیادی عناصر ہیں، اس لیے ایسے خود کار نظامات جو انسانی شعور اور اخلاقی جواب دہی سے محروم ہوں، شدید تشویش کا باعث ہیں۔ ان تمام مباحث سے یہ حقیقت نمایاں ہوتی ہے کہ مصنوعی ذہانت کے منفی استعمالات کو محض تکنیکی مسئلہ نہیں سمجھا جا رہا بلکہ انہیں انسانی وقار، دینی اقدار، معاشرتی امن اور اخلاقی ذمہ داری کے وسیع تر تناظر میں دیکھا جا رہا ہے۔ معاصر اجتہادات کا مجموعی رجحان اس امر پر متفق دکھائی دیتا ہے کہ AI اسی وقت قابل قبول ہے جب وہ خیر، عدل، امانت اور انسانی مصلحت کے تابع رہے، بصورت دیگر وہ فساد اور ظلم کا نیا ذریعہ بن سکتی ہے۔

دینی اور علمی شعبوں میں AI کے متعلق معاصر علماء کی آراء

دینی اور علمی شعبوں میں مصنوعی ذہانت کے بڑھتے ہوئے نفوذ نے معاصر علماء اور محققین کو ایک نہایت حساس اور دقیق علمی بحث سے دوچار کر دیا ہے۔ فقہی، تفسیری اور تعلیمی میدان صدیوں سے انسانی فہم، روحانی بصیرت، علمی روایت اور اخلاقی ذمہ داری کے امین رہے ہیں، جبکہ مصنوعی ذہانت اپنی ماہیت کے اعتبار سے احتمالی تجربے، معلوماتی ذخیرے اور الگورتھمک نظم پر قائم ہے۔ اسی تفاوت نے یہ سوال پیدا کیا کہ آیا AI دینی علوم میں معاون کردار تک محدود رہے گی یا انسانی علماء کے مقام کی طرف پیش قدمی کرے گی۔ معاصر اہل علم کی غالب آراء اس امر پر متفق دکھائی دیتی ہیں کہ AI علمی معاونت، معلوماتی تنظیم اور تحقیقی سہولت میں مفید ہو سکتی ہے، مگر دینی استنباط، روحانی بصیرت اور اجتہادی فیصلہ سازی میں انسانی کردار بنیادی اور ناگزیر حیثیت رکھتا ہے۔ فتویٰ نویسی میں AI کے استعمال کے متعلق معاصر فقہاء نے نسبتاً محتاط موقف اختیار کیا ہے۔ ان کے نزدیک مصنوعی ذہانت دینی متون کی تلاش، سابقہ فتاویٰ کی درجہ بندی اور تحقیقی معاونت میں مدد دے سکتی ہے، مگر فتویٰ بذات خود ایسا عمل ہے جس میں نصوص کے ساتھ حالات، عرف، مقاصد، نیت اور انسانی مصالح کا عمیق فہم درکار ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ AI کو مستقل مفتی کی حیثیت دینے سے اکثر معاصر علماء نے اجتناب کیا ہے۔ Jordanian General Iftaa Department کی ایک معاصر توضیح میں درج ہے:

“Artificial intelligence may assist in research and data collection, but issuing fatwas requires qualified human scholarship and contextual understanding.”(28)

“مصنوعی ذہانت تحقیق اور معلوماتی معاونت فراہم کر سکتی ہے، مگر فتویٰ جاری کرنے کے لیے مستند انسانی علم اور حالات کے فہم کی ضرورت ہوتی ہے۔”

فقہی روایت میں فتویٰ کو محض معلوماتی جواب نہیں بلکہ شرعی ذمہ داری تصور کیا گیا ہے۔ امام ابن قیم لکھتے ہیں:

المفتی موقع عن رب العالمین۔ (29)

مفتی رب العالمین کی جانب سے حکم کی تعبیر و نمائندگی کرتا ہے۔

یہ تعبیر فتویٰ کی روحانی اور اخلاقی سنگینی کو نمایاں کرتی ہے، جسے مجرد الگورتھمک نظام کے سپرد نہیں کیا جاسکتا۔ قرآن و حدیث کی تشریح میں AI کی حدود بھی معاصر مباحث کا اہم موضوع ہیں۔ اگرچہ وسیع ذخیرہ معلومات تک رسائی فراہم کرتی ہے، مگر دینی نصوص کی تہہ دار معنویت، اسباب نزول، اصول تفسیر، علل احادیث اور سیاقی دلائل کا ادراک محض معلوماتی جمع و ترتیب سے حاصل نہیں ہوتا۔ متعدد معاصر علماء نے خبردار کیا ہے کہ AI بعض اوقات جعلی حوالہ جات، ناقص تفاسیر یا سیاق سے ہٹ کر تعبیرات پیش کرتی ہے، جس سے دینی فہم میں اضطراب پیدا ہو سکتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

فَسْئَلُوا أَهْلَ الدِّينِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (30)

اگر تم نہیں جانتے تو اہل علم سے پوچھ لیا کرو۔

معاصر علماء اس آیت سے استدلال کرتے ہیں کہ دینی رہنمائی کا اصل مرجع اہل علم ہی ہیں، نہ کہ غیر شعوری

مشینی نظام۔ [About Islam](#) پر شائع ایک علمی تحریر میں درج ہے:

“AI lacks spiritual insight, moral reasoning, and awareness of interpretive traditions necessary for tafsir and fatwa.”(31)

“مصنوعی ذہانت اس روحانی بصیرت، اخلاقی استدلال اور تفسیری روایت کے شعور سے محروم ہے جو تفسیر اور

فتویٰ کے لیے ضروری ہیں۔”

یہ موقف دینی متون کے فہم میں روایت، سند، سیاق اور اجتہادی بصیرت کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے۔ دینی

تدریس میں AI کی افادیت اور خطرات دونوں پہلو معاصر اہل علم کی توجہ کا مرکز بنے ہوئے ہیں۔ مصنوعی ذہانت طلبہ کو ذاتی نوعیت کی تعلیمی معاونت، فوری معلومات، لسانی ترجمہ اور تحقیقی تنظیم جیسی سہولتیں فراہم کر رہی ہے۔ مدارس اور

جامعات میں AI پر مبنی تعلیمی نظام تحقیق کے عمل کو سرعت اور وسعت عطا کر رہے ہیں۔ Yaqeen Institute for Islamic Research کے ایک مضمون میں درج ہے:

“AI can enhance educational accessibility and research efficiency when guided by sound ethical and scholarly supervision.”
(32)

“مصنوعی ذہانت اخلاقی اور علمی نگرانی کے ساتھ تعلیمی رسائی اور تحقیقی کارکردگی کو بہتر بنا سکتی ہے۔”
اس کے باوجود معاصر علماء نے اس امر پر تشویش ظاہر کی ہے کہ اگر طلبہ AI پر کلی انحصار کرنے لگیں تو تدریس، مطالعہ، تنقیدی فکر اور استنباطی صلاحیت متاثر ہو سکتی ہے۔

یہ تعبیر واضح کرتی ہے کہ اجتہاد محض نصوص کی mechanical تطبیق نہیں بلکہ ایک زندہ فکری و اخلاقی عمل ہے۔ اسی لیے معاصر علماء ”Human-AI Collaboration“ کے تصور کو قبول کرتے ہیں، مگر حتمی اجتہادی اختیار انسان ہی کے لیے محفوظ رکھتے ہیں۔ ان مباحث سے یہ حقیقت ابھر کر سامنے آتی ہے کہ مصنوعی ذہانت دینی اور علمی میدان میں معاون اور مفید کردار ادا کر سکتی ہے، مگر دینی بصیرت، روحانی شعور، اخلاقی ذمہ داری اور اجتہادی حکمت کی وہ گہرائی جو انسانی علماء کے ساتھ وابستہ ہے، اب بھی ناقابل استغناء سمجھی جاتی ہے۔
معاصر فقہی اداروں اور علمی مراکز کے فیصلے و قراردادیں

مصنوعی ذہانت کے متعلق معاصر فقہی مباحث محض انفرادی آراء تک محدود نہیں رہے بلکہ بین الاقوامی فقہی اداروں، علمی مراکز اور دارالافتاء تنظیموں نے بھی اس مسئلے پر باقاعدہ غور و خوض کا آغاز کر دیا ہے۔ جدید ٹیکنالوجی کی غیر معمولی سرعت اور اس کے تمدنی اثرات نے اہل علم کو اس امر پر آمادہ کیا کہ وہ فقہی اصولوں اور مقاصد شریعت کی روشنی میں اجتماعی اجتہاد کے ذریعے رہنما اصول مرتب کریں۔ اس سلسلے میں عرب دنیا، برصغیر، جنوب مشرقی ایشیا اور بین الاقوامی فقہی اکیڈمیوں میں متعدد قراردادیں، علمی بیانات اور تحقیقی سفارشات سامنے آئی ہیں، جن میں مصنوعی ذہانت کو کلید تیار کرنے کے بجائے اس کے استعمال کو شرعی و اخلاقی حدود کے ساتھ مشروط کیا گیا ہے۔ International Islamic Fiqh Academy نے مصنوعی ذہانت کے بارے میں اپنے معاصر رجحانات میں اس امر پر زور دیا ہے کہ AI انسانی خدمت، تعلیم، طب اور انتظامی شعبوں میں مفید وسیلہ بن سکتی ہے، مگر اس کے استعمال کو مقاصد شریعت، عدل اجتماعی اور انسانی وقار کے تابع رکھا جانا چاہیے۔ اکیڈمی کی قرارداد نمبر 258 (2025ء) میں درج ہے:

“Artificial intelligence technologies should be regulated according to Shariah objectives, ethical accountability, and the preservation of human dignity.”(33)

“مصنوعی ذہانت کی ٹیکنالوجیز کو مقاصدِ شریعت، اخلاقی جواب دہی اور انسانی وقار کے تحفظ کے مطابق منظم کیا جانا چاہیے۔”

یہ قرارداد اس حقیقت کی نمائندہ ہے کہ معاصر فقہی ادارے AI کو محض تکنیکی مسئلہ نہیں بلکہ تہذیبی، اخلاقی اور انسانی مسئلہ تصور کرتے ہیں۔ ان مباحث میں “حفظ الإنسان” اور “کرامۃ الإنسان” جیسے تصورات کو خاص اہمیت دی گئی ہے۔ اسی تناظر میں متعدد اسلامی فقہ اکیڈمیوں نے مصنوعی ذہانت کو “آلہ” اور “وسیلہ” قرار دیتے ہوئے اس کے جواز کو انسانی نگرانی کے ساتھ مشروط کیا ہے۔ Islamic Fiqh Academy India اور جنوب مشرقی ایشیا کے متعدد فقہی مراکز نے تعلیم، طبی تحقیق اور مالیاتی شفافیت میں AI کے مثبت کردار کو تسلیم کیا ہے، تاہم دینی تعبیر، فتویٰ نویسی اور اخلاقی رہنمائی میں انسانی علماء کی مرکزیت برقرار رکھی ہے۔

“Collective ijthad is indispensable in addressing unprecedented technological developments.”(34)

“غیر مسبوق تکنیکی ارتقاء سے پیدا ہونے والے مسائل کے حل میں اجتماعی اجتہاد ناگزیر حیثیت رکھتا ہے۔”
Dar al-Ifta al-Misriyyah ، Jordanian General Iftaa Department۔
برصغیر کے متعدد دارالافتاء مراکز نے مصنوعی ذہانت کے استعمال کو اصولی طور پر جائز قرار دیا ہے، مگر اسے “معاون وسیلہ” کی حیثیت تک محدود رکھا ہے۔ ان اداروں کے فتاویٰ میں خاص طور پر یہ بات نمایاں ہے کہ AI دینی نصوص کے ابتدائی تجزیے اور معلوماتی معاونت میں مفید ہو سکتی ہے، مگر حتمی شرعی حکم، افتاء اور اجتہادی تطبیق انسان ہی کا منصب ہے۔

عرب اور برصغیر کے علماء کے تقابلی رجحانات میں بعض لطیف امتیازات بھی نمایاں ہوتے ہیں۔ عرب دنیا کے علمی مراکز عموماً AI ethics ، data governance اور بین الاقوامی ٹیکنالوجیکل ضوابط پر زیادہ توجہ دیتے ہیں، جبکہ برصغیر کے علماء دینی احتیاط، افتاء، علمی امانت اور عوامی گراہی کے امکانات پر نسبتاً زیادہ زور دیتے ہیں۔ برصغیر کے متعدد علماء نے AI کے ذریعے خود کار فتویٰ نویسی، قرآن و حدیث کی غیر مستند تعبیرات اور علمی سرفے پر شدید تحفظات ظاہر کیے ہیں۔ اس کے برعکس عرب دنیا کے بعض ادارے “Human-AI Collaboration” کے تصور کو

زیادہ منظم انداز میں پیش کر رہے ہیں، جس میں AI کو علمی معاونت اور تحقیقی تنظیم تک محدود رکھا جاتا ہے۔ معروف معاصر مفکر Tariq Ramadan اس فرق کی توضیح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

“Muslim societies are approaching artificial intelligence through different cultural and juristic sensitivities, yet they share concern for preserving ethical integrity.” (35)

“مسلم معاشرے مصنوعی ذہانت کو مختلف تہذیبی اور فقہی حساسیتوں کے ساتھ دیکھ رہے ہیں، تاہم اخلاقی سلامتی کا مشترک احساس سب میں پایا جاتا ہے۔”

اختلافات کے باوجود مسلم علمی دنیا میں ایک مشترک قدر “اخلاقی احتیاط” کی صورت میں موجود ہے۔ فقہی قراردادوں کا تنقیدی اور تحقیقی جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ معاصر اجتہادات ابھی ارتقائی مرحلے میں ہیں۔ متعدد قراردادیں اصولی رہنمائی تو فراہم کرتی ہیں، مگر AI کے پیچیدہ عملی مسائل، جیسے algorithmic data monopolies، autonomous systems، accountability، misinformation کے بارے میں تفصیلی فقہی خاکہ ابھی پوری طرح مرتب نہیں ہو سکا۔ امام شاطبی نے اجتہاد کی تجدیدی نوعیت کے متعلق لکھا:

النوازل تختلف باختلاف الأزمنة والأحوال (36)

نئے مسائل زمانوں اور حالات کے اختلاف سے تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔

یہ اصول معاصر AI مباحث پر پوری طرح منطبق ہوتا ہے، کیونکہ مصنوعی ذہانت مسلسل تغیر پذیر میدان ہے اور اس کے مسائل روز افزوں پیچیدگی اختیار کر رہے ہیں۔ اسی وجہ سے فقہی ادارے multidisciplinary تعاون پر زور دے رہے ہیں تاکہ فقہاء، ماہرین ٹیکنالوجی، ماہرین اخلاقیات اور قانونی محققین مشترکہ طور پر ایسے اصول مرتب کر سکیں جو شریعت کے مقاصد اور انسانی مصلحت دونوں کی حفاظت کر سکیں۔ ان تمام مباحث کا حاصل یہ ہے کہ معاصر فقہی ادارے مصنوعی ذہانت کے بارے میں اعتدال پر مبنی رویہ اختیار کر رہے ہیں۔ ان کے نزدیک AI نہ مطلق خیر ہے نہ مطلق شر، بلکہ ایک طاقتور وسیلہ ہے جس کی شرعی حیثیت اس کے مقاصد، نتائج اور انسانی استعمال کے تابع ہے۔ یہی متوازن تعبیر عصر حاضر کے فقہی شعور کو جدید ٹیکنالوجی کے ساتھ ہم آہنگ رکھنے کی سنجیدہ کوشش کی نمائندگی کرتی ہے۔

خلاصہ کلام

ان تمام مباحث سے یہ حقیقت نمایاں ہوتی ہے کہ مصنوعی ذہانت کے اسلامی ضوابط کی تشکیل محض فقہی ضرورت نہیں بلکہ تہذیبی اور اخلاقی ذمہ داری بھی ہے۔ معاصر مسلم فکر کی کوشش یہ ہے کہ جدید ٹیکنالوجی کو انسانی خیر، روحانی وقار اور عدل اجتماعی کے تابع رکھا جائے تاکہ سائنسی ترقی انسانیت کی تعمیر کا وسیلہ بنے، نہ کہ اس کی اخلاقی اور روحانی تحلیل کا سبب۔

- (1) IBM. (2024). What is artificial intelligence? (p. 2). IBM Corporation.
- (2) Sardar, Z. (2003). Islam, postmodernism and other futures (p. 91). Pluto Press.
- (3) Kamali, M. H. (2008). Shari'ah law: An introduction (p. 196). Oneworld Publications.
- (4) القرآن الكريم. (د.ت.). سورة البقرة، آية 29. (2:29)
- (5) الشاطبي، إبراهيم بن موسى. (1997). الموافقات (ج 2، ص 302). بيروت: دار المعرفة.
- (6) About Islam Editorial Team. (2024). Can AI be used for Islamic fatwas and fiqh? (p. 3). About Islam Foundation.
- (7) ابن عبد السلام، عز الدين عبد العزيز. (1991). قواعد الأحكام في مصالح الأناس (ج 1، ص 11). القاهرة: مكتبة الكليات الأزهرية.
- (8) Kamali, M. H. (2008). Maqasid al-Shariah made simple (p. 37). International Institute of Islamic Thought.
- (9) Jordanian General Iftaa Department. (2024). Utilizing artificial intelligence in issuing fatwas (p. 2). Dār al-Iftā'.
- (10) ابن عابدين، محمد أمين. (1992). رد المحتار على الدر المختار (ج 1، ص 123). بيروت: دار الفكر.
- (11) International Islamic Fiqh Academy. (2025). Resolution No. 258 on artificial intelligence (p. 4). IIFA Publications.
- (12) Yaqeen Institute. (2025). How Yaqeen Institute approaches AI (p. 6). Yaqeen Publications.
- (13) Al-Attas, S. M. N. (1993). Islam and secularism (p. 148). ISTAC.
- (14) Yaqeen Institute. (2025). Integrating technology with Islamic ethics (p. 8). Yaqeen Publications.
- (15) الشاطبي، إبراهيم بن موسى. (1997). الموافقات (ج 4، ص 194). بيروت: دار المعرفة.
- (16) Jordanian General Iftaa Department. (2025). Artificial intelligence: An assistant or a mufti? (p. 3). Dār al-Iftā'.
- (17) القراني، أحمد بن إدريس. (1998). الفروق (ج 2، ص 32). بيروت: عالم الكتب.
- (18) القرآن الكريم. (د.ت.). سورة البقرة، آية 42. (2:42)
- (19) مسلم، أبو الحسين مسلم بن الحجاج. (2006). الصحيح (كتاب الإيمان، حديث رقم 101). الرياض: دار طيبة.
- (20) القرآن الكريم. (د.ت.). سورة النساء، آية 29. (4:29)
- (21) الزحيلي، وهبة بن مصطفى. (2004). الفقه الإسلامي وأدبيته (ج 4، ص 2867). دمشق: دار الفكر.
- (22) القرآن الكريم. (د.ت.). سورة الحجرات، آية 12. (49:12)
- (23) النووي، يحيى بن شرف. (1995). شرح صحيح مسلم (ج 16، ص 119). بيروت: دار إحياء التراث العربي.

- (24) القرآن الکریم. (د.ت.). سورة النور، آية 19. (24:19)
- (25) القرضاوي، يوسف. (2000). الحلال والحرام في الإسلام (ص 302). القاهرة: مكتبة وهبة.
- (26) القرآن الکریم. (د.ت.). سورة الأعراف، آية 56. (7:56)
- (27) Bostrom, N. (2014). Superintelligence: Paths, dangers, strategies (p. 187). Oxford University Press.
- (28) Jordanian General Iftaa Department. (2025). Artificial intelligence: An assistant or a mufti? (p. 4). Dār al-Iftā'.
- (29) ابن قيم الجوزية، محمد بن أبي بكر. (1991). إعلام الموقعين (ج 1، ص 38). بيروت: دار الكتب العلمية.
- (30) القرآن الکریم. (د.ت.). سورة النحل، آية 43. (16:43)
- (31) About Islam Editorial Team. (2024). Can AI be used for Islamic fatwas and fiqh? (p. 6). About Islam Foundation.
- (32) Yaqeen Institute. (2025). Integrating technology with Islamic ethics (p. 9). Yaqeen Publications.
- (33) International Islamic Fiqh Academy. (2025). Resolution No. 258 on artificial intelligence (p. 5). IIFA Publications.
- (34) Kamali, M. H. (2008). Shari'ah law: An introduction (p. 218). Oneworld Publications.
- (35) Ramadan, T. (2009). Radical reform: Islamic ethics and liberation (p. 231). Oxford University Press.
- (36) الشاطبي، إبراهيم بن موسى. (1997). الموافقات (ج 4، ص 88). بيروت: دار المعرفة.